تبلیغ بذریعہ تدریس سیرت طیبہ ﷺ کی روشنی میں

پروفیسر ڈاکٹر عمر حیات سیال
شیخ زائد اسلامک سینٹر جامعہ کراچی

Prof. Dr. Umar Hyat Syyal

ABSTRACT:

Moderation is the lest smelled of personality as an ethical power, Preaching is the duty of Muslims to save the humanity in the world. It is great source of God's bless in the world. It is sources for the satisfaction of heart and soul, for the betterment of the society. Is the duty of indevisal muslim and Government in the country. Its importance in Holy Quran and Hadith has mention. Reforms in curriculum and teacher's religious is must Moderation and preading of Islam is the strength of the society. It is our duty to establish real Islamic society in Pakistan by efforts, Moderation and preaching of Islam.

فرضیت تبلیغ: دعوت دین و شریعت ایمان کی تکمیل کے لئے لازم ہے اور ہر مسلمان کا فریضہ بھی ہے، اس جہاد اکبر کی قبولیت اور کامیابی کے لئے انبیاء کرام نے جو طریقہ اختیار کیا ہے وہ اعلیٰ ترین ہے۔ قرآن مجید میں انبیاء کے اس کلام کو بلاغ المبین کہا گیا ہے۔

انبیاء انسانیت کے اعلیٰ ترین درجہ پر فائز ہیں، اسی لئے ان کی پیروی کو ایمان کی تکمیل کے لئے لازم قرار دیا گیا ہے۔ فریضہ اقامت دین کی کامیابی انسانی مزاج اور اعمال کا محرک ایمان ہے، انسانی ارادہ اور نیت پر تمام اعمال کا دارومدار ہے۔ حسن نیت انسان کے عمل کو بہترین بناتا ہے، حسن نیت اور تقویٰ لازم وملزوم ہیں۔

انبیاء کرام کی زندگیاں اپنے اپنے دور اور قوم کے لوگوں کے لئے مشعل راہ تھیں اور ہیں، جبکہ دائمی نمونہ عمل تاقیام قیامت صرف سید المرسلین وسید الآخرین رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ ہے۔ لہٰذا معیشت ہو یا معاشرت، حکومت ہو یا سیاست زندگی سے متعلق، ہمیں ہر شعبہ میں حضرات انبیاء کے نقش قدم پر چلنا فرض ہے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ذمہ داری کماحقہ پوری کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اسے چار درجوں میں تیاری کے ساتھ انجام دیا جائے۔

انفرادی اجتماعی انتظامی ذرائع:

۱۔ انفرادی سطح پر اعلیٰ اخلاق و کردار اور تقویٰ کے حامل افراد موجود ہوں، اور اس ذمہ داری کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں اپنی صلاحیتیں قابل طریقے سے استعمال کرنے کے لئے تیار ہوں۔

۲۔ امت مسلمہ کی حیثیت میں اجتماعی اتحاد وتعاون اور برداشت کے جذبات موجود ہوں، جو رائے عامہ کو متحرک کرنے اور برائی سے روکنے، نیکی کو وسعت دینے میں جرأت کا مظاہرہ کر کے اقوام عالم میں اپنا منصب امامت وشرافت کی اعلیٰ مثالیں پیش کرسکیں۔

۳۔ مسلمانوں میں ایسے گروہ اور جماعتیں وجود رکھتی ہوں جو اجتماعی شعور کے ذریعے لوگوں کو متحرک کرسکیں اور اجتماعیت کی اہمیت سے آگاہ کریں۔

۴۔ حکومت میں شامل لوگ قوم کے خادم کی حیثیت سے ذاتی مفاد کے برعکس

اجتماعی مفاد میں آئین وقانون کے محافظ ہوں۔

پیغام الٰہی: شرعی اصطلاح میں تبلیغ سے مراد اللہ تعالیٰ کے احکام کو بلا کم وکاست اس کے بندوں تک پہنچا دینا اور اس کام میں بردباری حلم اور تواضع اختیار کرنا، سورہ المائدہ ارشاد ربانی ہے۔

> اے رسول ﷺ تیرے پروردگار کی طرف سے جو کچھ تیری طرف نازل کیا گیا ہے، اُسے پوری طرح پہنچا دے۔ اگر تو نے نہ کیا تو تو نے اس کی رسالت کا حق ادا نہیں کیا۔(۱)

انبیاء کی تبلیغ کو بلاغ مبین ''یا تبلیغ کامل'' کہا جاتا ہے، اور مومنین کی تبلیغ سے مراد نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا ہے۔ لہٰذا اب دین مبین کی اشاعت وتجدید کے لئے اہل علم مسلمان زمین کے ہر کونے میں تبلیغ دین کا سلسلہ تاقیامت جاری رکھیں گے اور مسلم وغیر مسلم دونوں کو اللہ تعالیٰ کی ان گنت نعمتوں سے استفادہ کا طریقہ بتاتے رہیں گے۔ قرآن مجید میں سے چند آیات خداوندی کے ذریعے فریضہ تکمیل دین کو اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

> تم ایک بہترین امت ہو جو لوگوں کے لئے بھیجی گئی ہو، تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو۔(۲)

اس آیت سے ثابت ہوتا ہے، امت مسلمہ کی امتیازی حیثیت اس وجہ سے ہے کہ لوگوں کو نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا امت مسلمہ کی فضیلت کا دار و مدار فریضہ تبلیغ دین کی ادائیگی سے ہے۔

قرآن مجید میں معیار عمل فریضہ تبلیغ کے بغیر نامکمل ہے، ارشاد ربانی ہے:

> ترجمہ: ''اور تم میں ایک ایسی جماعت ہونی چاہئے، جو لوگوں کو بھلائی کی طرف بلائے، نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے اور وہی لوگ کامیاب فلاح پانے والے ہیں''۔(۳)

کامیابی سے ہمکنار ہونے اور دین و ایمان کی تکمیل کے لئے امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی تاکید کی گئی ہے ایمان کامل کا عملی ثبوت یہ ہے کہ نیکی کا حکم دیا جائے اور برائی سے روکا جائے ارشاد ربانی ہے:

اور زمانہ شاہد ہے کہ انسان خسارے میں ہے مگر وہ لوگ جو ایمان لائے
اور انہوں نے نیک کام کئے اور حق کی تبلیغ اور صبر کی تلقین کی۔ (۴)

اس سورۃ میں حکم کی نوعیت واہمیت واضح ہے، اگر تبلیغ پر جمود طاری ہو جائے تو لوگ خسارے میں رہتے ہیں، کیونکہ نیکیوں کی اشاعت اور برائیوں کی اشاعت اور برائیوں میں کمی کی کوششیں جاری رہنی چاہئیں تاکہ برائیاں پروان نہ چڑھنے پائیں اور لوگوں کا نقصان نہ ہو، مسلم قوم وملت کا وقار قائم رہے۔

قوم بنی اسرائیل کی خودسری اور انبیاء کرامؑ کے احکام کو نظر انداز کرنا رب العالمین کو ہرگز قبول نہیں، انہیں نیکی کا حکم ملنے کے باوجود نہ ماننے کے باعث نافرمان کہا گیا، جس میں اُن کے فعل بد کو بوجہ اطاعت رسول قرار دیا گیا ہے، جس میں وہ نہ نیکی کا حکم دیتے تھے اور نہ اسے خود قائم کرتے تھے، اس کیفیت پر اللہ تعالیٰ نے انہیں تنبیہ فرمائی۔

بنی اسرائیل میں جن لوگوں نے کفر کیا، ان پر حضرت داؤد اور حضرت
عیسیٰ ابن مریمؑ کی زبان پر لعنت کی گئی یہ صرف اس کے لئے ہوا کہ
انہوں نے نافرمانی کی اور حدود سے تجاوز کیا اور وہ آپس میں برائیاں
کرنے لگے اور ایک دوسرے کو ان سے روکتے نہیں تھے۔ اُن کا یہ بہت
برا فعل تھا۔ (۵)

انبیاء کی ذمہ داریوں میں ابلاغ مبین کے ذریعے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلانا بنیادی فریضہ ہے، جس زمانے میں قدیم اقوام میں جس قوم نے اقوام کی تاریخ میں انبیاء کی اطاعت کی قابل ستائش ہیں، ارشاد ربانی ہے:

اے نبی لوگوں کو اپنے پروردگار کی طرف بلائیں، بے شک آپ سیدھے راستے پر ہیں اور آپ نصیحت کریں، بلاشبہ آپ نصیحت کرنے والے ہیں۔(۶)

اللہ تعالیٰ سے قربت کا اعزاز و اکرام یہ ہے کہ انسان اپنے منصب تخلیق پر فائز ہو جاتا ہے۔ اطاعت رسول اور عبادت رب اس کی پہچان ہے اور اس کا امتیاز بھی ارشاد ربانی ہے۔

اور اس سے بہتر کس کی بات ہو سکتی ہے، جو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہے اور نیک کام کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں اطاعت گزاروں میں سے ہوں۔(۷)

مقاصد تبلیغ کی تکمیل اور اتمام حجت کے طور پر ''بلاغ مبین'' سنت انبیاء کا اہتمام کرنا لازم ہے۔ دوران تبلیغ متوازن شخصیت کا منتخب انداز اپنانا ہی اللہ کے رسول ﷺ کی طرف سے پیروی کرنے کا اعزاز ہے، جو بخشش کی ضمانت بھی ہے اور تقویٰ کی تکمیل بھی:

سب رسول خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے بنا کر بھیجے گئے تا کہ لوگوں کے پاس رسولوں کے بعد کوئی دلیل باقی نہ رہ جائے۔(سورۃ النساء، ۱۶۵)(۸)

ارشادات نبوی ﷺ: تبلیغ دین اور قوت کردار کے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی روشنی میں مبلغ کی ذمہ داریوں کے تعین اور اعزازات سے متعلق انبیاء کی پیروی اور اطمینان قلب کے ذرائع حاصل کرنے کا بے مثال طرز عمل واضح کیا گیا ہے۔ تبلیغ دین کے اعتبار اعمال کا دارومدار کوشش پر ہے، ہدایت پر نہیں کیونکہ مسلمان کا فریضہ صرف کہنا ہے جبکہ تکمیل ایمان و منصب کا حاصل انسان تب بنتا ہے، جب حسن عمل کا اظہار بھی ہو، اور اعتبار بھی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تبلیغ دین یعنی تم لوگ پہنچاؤ خواہ وہ ایک آیت ہی کیوں نہ ہو،(۹)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق تبلیغ دین فرض ہے جس حالت اور جس نوعیت کے حالات پیش آئیں، دین کے قیام واستحکام کے لئے ہر وقت اپنے آپ کو تیار رکھنا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے۔

> حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا: اے علیؓ! تمہاری کوشش سے ایک آدمی کا دین حق کو قبول کرلینا بڑی سے بڑی دولت سے بھی بڑھ کر ہے۔(۱۰)

حجۃ الوداع کے موقع پر آپ ﷺ نے جو طویل خطبہ دیا جس میں آپ ﷺ کی تعلیمات کا جامع تعارف موجود ہے اس خطبہ کی تاریخی اہمیت ہے، آپؐ نے فرمایا:

> اللہ تعالیٰ اس شخص کو شاد رکھے جو میری حدیث کو سن کر اشاعت کے لئے ازبر کرلیتا ہے، پس میرے خطبہ کو غیر موجود لوگوں تک بھی پہنچا دینا۔(۱۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ کے لئے قوت ایمانی کو ضروری قرار دیتے ہوئے فرمایا:

> تم میں سے جو شخص بھی کوئی برائی دیکھے تو اسے ہاتھ سے روکے اور اگر ایسا نہ کرسکے تو زبان سے منع کرے اور اگر اتنی بھی طاقت نہ ہو تو اسے دل میں برا سمجھے اور یہ آخری صورت ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔(۱۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فریضہ تبلیغ سے غفلت کو ذلت اور پستی کا پیش خیمہ قرار دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> جب میری امت دنیا کو بڑی چیز سمجھنے لگے گی تو اسلام کی محبت اس کے دل سے نکل جائے گی، اور جب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو چھوڑ

بیٹھے گی تو وحی کی برکات سے محروم ہو جائے گی، اور جب آپس میں گالی
گلوچ اختیار کرے گی تو اللہ تعالیٰ کی نظروں میں گر جائے گی۔(۱۳)

ایسے لوگ جو صاحب اختیار و اقتدار ہونے کے باوجود فریضہ تبلیغ و اقامت دین انجام دینے کو صرف نظر سمجھتے ہیں اور روگردانی کے مرتکب ہوتے ہیں انہیں قبل از موت ہی عذاب الٰہی کی وعید سنائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کسی جماعت یا قوم میں کوئی شخص گناہ کا ارتکاب کرتا ہے اور وہ جماعت
یا قوم طاقت و اختیار کے باوجود اس شخص کو گناہ سے نہیں روکتی تو ان پر
موت سے پہلے دنیا میں ہی اللہ کا عذاب مسلط ہو جاتا ہے۔(۱۴)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تعلیم لوگوں کے سامنے پیش کی اس کو عملی طور پر پیش کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات طیبہ کا ایک گوشہ انسانی نگاہوں کے سامنے پیش فرمایا تاکہ عملی نمونہ کے طور پر استفادہ کے ذریعے مسلمان کامل ایمان والیقان کا مظاہرہ کر سکیں اور کسی کو دین اسلام اور پیغمبر اسلام کے بارے میں لب کشائی کی گنجائش نہ ملے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجسم قرآن ہیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق جلیلہ تبلیغی جدوجہد کی مثالیں احادیث کی کتب میں موجود ہیں۔

نمونہ عمل:

۱۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حتی الامکان جنگ سے گریز کرتے ہیں اور اگر مجبوراً جوابی کارروائی کرنے کی ضرورت پیش آئے تو سب سے پہلے دشمن اسلام کو تبلیغ دین کرتے اور اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتے اگر دشمن اس دعوت کو قبول کر لیتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ نہ کرتے تھے جس بستی سے اذان کی آواز آتی اس پر حملے سے روک دیتے تھے۔

حضرت علیؓ جب جنگ خیبر میں یہود کے خلاف معرکہ آرائی کے لئے جا رہے تھے تو

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا ' کیا اس وقت تک تلوار چلاؤں کہ وہ ہمارے راستے پر آ جائیں؟' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: 'علی وقار اور سکون کے ساتھ جاؤ، اللہ کی قسم شخص واحد کا تیرے ہاتھ پر اسلام قبول کر لینا سرخ اونٹوں سے زیادہ قابل قدر ہے۔'

۲۔ تبلیغ اسلام کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مصائب و آلام برداشت کیے، سفر طائف کا واقعہ ہمارے سامنے مشعل راہ ہے، اور کفار مکہ کی سختی اور ناروا سلوک ہمارے سامنے ہے، جو تاریخ کا انوکھا باب اور تاریخ کی شہادت ہے، جو کسی سے پوشیدہ نہیں۔

۳۔ فتح مکہ کے موقع پر صفوان بن امیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ کو دیکھ کر کہنے لگا۔ 'حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قدر دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے میرے نزدیک مبغوض ترین (نعوذ باللہ) خلق تھے، لیکن اس فیاضی سے محبوب ترین شخص بن گئے'۔

۴۔ ابوسفیان کی بیوی ہندہ دشمن رسول بھی فتح مکہ کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں اچھے کلمات کہتی ہے، جس کی سفاکیت حضرت حمزہ کی شہادت کے وقت کس قدر شدید ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں دائرہ اسلام میں داخل فرماتے ہیں کوئی انتقام نہیں۔

موجودہ دور میں دعوت دین اور فریضہ تکمیل دین کے لئے انفرادی سطح پر جن باتوں پر عمل کرنا اور جن شرائط کا پایا جانا ضروری ہے، اُن میں دین کا جاننا علم ضروری ہے، اس علم کا جاننا اور عملی طور پر عقائد و ارکان کے علاوہ روزمرہ کے معاملات حقوق العباد کا جاننا ضروری ہے، زندگی علم دین فرض اور پیشہ ورانہ علم فرض احکام المعاملات کا جاننا ضروری ہے تاکہ ازدواجی زندگی سے لے کر طالب علم اور استاد کے درمیان مسائل سے واقفیت معاشرتی طبقات میں انفرادی حیثیت اور اجتماعی فرائض واجبات کی پابندی اور گناہ کی باتوں سے نہ صرف محفوظ رہنا

بلکہ محفوظ رہنے کے لئے کوشش کرنا ہی معیار معاشرت ہے۔

جماعتوں اور گروہوں کے لئے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لئے اہل افراد کا انتخاب جو مبلغ کی شرائط پر پورا اترتے ہوں۔ گروہ اپنی تنظیمی طاقت اور صلاحیت کو گروہی مفاد کے بجائے عوامی مفاد کے لئے وقف کرنے کا جذبہ رکھتے ہوں اور ان تربیت یافتہ افراد کی مناسب تعداد کے بعد دعوت عام کا آغاز کرنا سنت رسول ﷺ ہے۔

امت مسلمہ میں وحدت اور اتحاد و یک جہتی اور اتفاق رائے تا کہ مخالف افراد اور قوتوں کو روکا جاسکے، انفرادی اجتماعی جماعتی اور گروہی سوچ کے درمیان متوازن سوچ اور تحریکوں کی تشکیل اور امت مسلمہ کے عمومی دینی مزاج اور اسلامی کردار کی داخلی تشکیل ضروری ہے۔ دعوت دین اور اس کا طریقہ کار جہاں انفرادی عمل وہاں اس کی اجتماعی کوششیں اور خاندانی تربیتی ماحول کا ہونا ضروری ہے، یہ کوشش امت اسلامیہ کے اجتماعی ضمیر کی آواز کو بلند کرنے کے ساتھ اصلاح امت کے اجتماعی تصور کی ضمانت بھی ہیں، موجودہ دور میں نئی نسل کے افعال واعمال سے شکایت کرنے والے والدین اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ انہیں ابتدائی عمر کے دوران تربیت اولاد کی ذمہ داریوں پر جو توجہ دینی چاہئے تھی وہ نہیں دی، گھر کے ماحول اور اصلاح احوال کے لئے چند اقدامات درج ذیل ہیں۔

انفرادی ترجیحات:

۱۔ گھر میں عبادات کا ماحول اور رمضان المبارک کے روزوں کا اہتمام بزرگوں کی طرف سے ترجیحاً تاکید اور نرمی کے ساتھ مقررہ اوقات میں ہونا ضروری ہے۔

۲۔ منفی رجحانات اور غیر اخلاقی تفریحات سے گریز کرنا چاہئے اور موقع بموقع بچوں کو ان کے نقصان دہ نتائج سے آگاہ کرتے رہنا اور ان کی سرگرمیوں کو تعمیری سمت میں منتقل کرنے کے لئے پروگرام وضع کرنا چاہئے۔

۳۔ فحاشی پھیلانے والے ذرائع ابلاغ اخبارات و رسائل اور فلموں سے آراستہ غیر اخلاقی عریاں انگریزی، اردو اور مقامی زبانوں کے ذرائع تعیش کو متبادل ذرائع سے بدل دینا چاہیے۔

۴۔ دوست احباب کی محافل میں اُن سے قربت رشتہ داری اور دیگر حلقہ احباب میں نیک اور پاکیزہ صفت افراد سے تعلقات اور صاف ستھری زندگی کے حامل افراد جن کا کردار بے داغ ہو، ان سے مشاورت و تعاون بڑھانا چاہیے۔

۵۔ ایسے لوگ جو حرام و حلال کی تخصیص میں توجہ نہیں دیتے اور ناپسندیدہ سرگرمیوں میں ملوث ہو ان کے ذرائع آمدنی حرام اور ناپسندیدہ ہوں، ان سے بتدریج تعلقات اصلاح احوال کی غرض سے کم رکھے جائیں۔

۶۔ والدین کے لئے لازم ہے کہ اپنے ذرائع آمدنی جس میں مشکوک ذرائع آمدنی شامل ہیں، چھوڑ کر متبادل حلال ذرائع آمدنی اختیار کرنا اور بچوں کو قناعت پسندی اور اعتدال کی برکات سے آگاہ کرنا چاہیے۔

۷۔ اپنے خاندان کی دینی معلومات میں اضافہ اور تعلیمی مشاغل کے عملی نتائج اور مثبت سوچ کی آبیاری کے لئے منتخب اسلامی معیاری کتب کی لائبریری کا ہونا نہایت ضروری ہے، جہاں وقت گزارنے اور تربیت پانے کے نیک عمل کو کامیاب بنایا جاسکے۔

۸۔ غفلت و لاپرواہی کے بڑے نقصانات سے بچاؤ کے لئے دس سال سے بیس سال کی عمر کے دوران ان کی مثبت سرگرمیوں کو قابل تعریف سمجھتے ہوئے نرمی اصلاح اور تعمیری کردار نظم و ضبط اعتدال پسندی کے جذبات پروان چڑھانا ضروری ہے۔

۹۔ گھر کے افراد کو بحیثیت مجموعی نظام الاوقات عبادات و معاملات ایک دوسرے

کے ساتھ شریک کرنا اور نیک سرگرمیوں میں شامل کرنا تاکہ اسلامی معاشرہ کی قدروں کی حفاظت کی جاسکے اور شخصیت کا تعمیری پہلو ابھر کر سامنے آسکے۔

۱۰۔ دینی سرگرمیوں میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور ذاتی ذوق اخلاقی معیار کا احیاء ضروری ہے تاکہ بچے تربیت یافتہ شہری بن کر قوم کی خدمت کرسکیں۔

نصاب تعلیم کی اصلاح:

تعلیمی نظام اور نصاب تعلیم اپنے نتائج کے لحاظ سے کسی قوم کا بنیادی ستون ہے، خصوصی توجہ سے نصاب تعلیم و تکمیل کے لئے طلباء طالبات کے لئے درج ذیل امور کو مدنظر رکھنا چاہئے۔

۱۔ قرآن مجید اور احادیث نبوی سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اسلامی تاریخ اور علم فقہ کا مطالعہ ابتدائی کلاسوں میں تدریس میں شامل اور گھر میں علمی تفہیم کو پروان چڑھایا جانا ضروری ہے۔

۲۔ حدیث و سیرت کا مطالعہ مختلف زبانوں اور معیاری مآخذ علم کی اہمیت سے آگاہ کیا جائے تاکہ وقت کے تقاضوں سے ہم آہنگی اور فہم و ادراک کی صلاحیت اجاگر ہوسکے۔

۳۔ اسلامیات کے اساتذہ طلباء علمائے کرام اور دیگر اہل دانش سے بلا کسی مسلکی تعصب کے استفادہ کے لئے تیار ہوں تاکہ اعتدال پسندانہ سوچ اور صبر و تحمل حلم و بردباری کے جذبات اجاگر کئے جاسکیں۔

۴۔ جدید تعلیم کے اداروں میں بھی اسلامی ماحول لباس انداز و اطوار حجاب اور اسلامی تصور زندگی کی حوصلہ افزائی کی جائے تاکہ اسلامی علوم کی عظمت و توقیر دلوں میں راسخ ہو۔

۵۔ درسگاہوں میں طلباء طالبات کے اختلاط کو نرمی اور حکمت کے ساتھ اسلامی ماحول کے تقاضوں کے مطابق بدلا جائے تاکہ شرعی احترام وحقوق وفرائض کا فہم بلاکسی احساس کمتری و برتری کے بچوں کے دل میں اجاگر ہوسکے، طلباء طالبات کے ذاتی مسائل کو اسلامی علوم کی روشنی میں سنا جائے اور اپنے ذاتی کردار سے اسلامی احکام کے شایان شان حل کیا جائے۔

۶۔ معاشرتی علوم اور دیگر علوم کی فرضیت و اہمیت کو قرآن وحدیث سے اخذ کردہ ذرائع معلومات اور حوالہ جات سے آگاہ کیا جائے تاکہ ان میں خالق حقیقی کے مقاصد تخلیق اشیائے عالم اور سنت رسول کے مطابق ہر چیز کے غلط اور درست ہونے کا مفہوم خود سمجھ میں آسکے۔

۷۔ موجودہ دور کے ملت اسلامیہ کے مسائل اور ان کی نوعیت اور حل سے واقفیت حاصل ہوسکے اور اسلامی احکامات کے مطابق جدید سائنسی علوم کی اہمیت سے آگاہ ہوسکیں۔

۸۔ معاشرتی تربیت کے لئے معاشرتی علوم اور دیگر ایسے ذرائع تربیت عربی زبان و ادب متعلق اسلامی علوم میں مہارت جدید علوم میں تخصص کی قابلیت اور حصول تعلیم کے لئے تیار کیا جاسکے۔

ہر قوم کے اعلیٰ درجات پر فائز وہ علمی رہنما ہوتے ہیں جو اس قوم کی نئی نسل کی اعلیٰ پیمانے پر تربیت کے اہل اور احترام کے لحاظ سے نہایت اعلیٰ درجہ کا اخلاق و کردار رکھتے ہیں، ایسے افراد معاشرے کی تعمیر اور غیر اسلامی رجحانات سے بچاؤ میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں اور معاشرے کا بھروسہ اُن کے مثالی کردار سے عبارت ہوتا ہے، انہیں چاہئے کہ درج ذیل معیارات کا خیال رکھیں۔

اساتذہ کے فرائض:

ا۔ بچوں میں ایمانی قوت عزم و حوصلہ اور نیک چلن عزم و ثبات اور غیراسلامی رجحانات سے حفاظت کریں، اُن میں ادراکی کیفیت اور فہم و فراست دین سے وابستگی پیدا کریں۔

۲۔ ہر استاد طالب علم کے اندر اخلاق و کردار روحانی اقدار سے تعلق اور لامذہبیت اور غیراخلاقی عناصر کا عمل دخل سے بچاؤ کا جذبہ پیدا کریں تاکہ ان کا کردار تعمیر معاشرہ میں مثالی بن سکے۔

۳۔ اساتذہ چونکہ آئیڈیل ہیں، طالب علموں کے لئے انہیں درسگاہوں کے باہر بھی مساجد اور دیگر مقامات مقدسہ میں ملاقات کے دوران ترغیب و تلقین کے ذریعے نماز باجماعت اور نیک عملی کی ترغیب دیں۔

۴۔ اسلامی علوم کے اساتذہ خصوصاً اسلام کا نظام جزاوسزا سے متعلق طلباء طالبات کو مدلل جواب دیں، اُن کے سوالات کو ردنہ کریں، اُن کی دینی معلومات میں بھرپور اضافہ کریں۔

۵۔ اساتذہ اپنے اندر طالب علم کے جذبات ظاہر کریں، مطالعہ کریں اور بچوں کو ترغیب دیں، طریقہ ہائے تدریس اور مواد تدریس کے علاوہ تدریسی ماحول خندہ پیشانی سے مہیا کریں، مکمل مہارت اور نفسیاتی کمزوریوں پر تنقید کیے بغیر تعمیری انداز اختیار کریں۔

۶۔ اساتذہ اپنے خصوصی مضامین کا رجحان مسلط کرنے کے بجائے اس کی اہمیت اجاگر کریں، اور تمام مضامین میں ہم آہنگی اور اہمیت اجاگر کریں تاکہ جدید تحقیقات پر منطبق نتائج حاصل کیے جاسکیں۔

۷۔ بچوں پر اخراجات کا بوجھ نہ ڈالیں، بنیادی درسی کتب میں شامل اسباق کی تدریس کے دوران دیگر کتب کے مطالعہ کی حوصلہ افزائی کریں، عقلی اور نقلی دلائل کی تخصیص کو واضح کریں۔

۸۔ متبادل تصور تعلیم اور نظریاتی بحث کے دوران تنقیدی انداز فکر اپنائیں اور نظریاتی بحث کے دوران تنقیص کے بجائے نظریہ زندگی سے مطابقت دیں۔

صراط مستقیم:

اختلاف رائے کے دوران اعتدال پسندی کا مظاہرہ مسلمانوں میں اصول زندگی و بندگی ہے، سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا تقاضا ہے کہ اختلاف رائے باعث برکت ہے، اعتدال پسندی، درگزر تواضع، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ اتحاد امت کس قدر ضروری اور افتراق امت کس قدر مضر ہے۔ ائمہ مجتہدین کے درمیان اختلاف رائے ہے، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تابعین کے درمیان بھی اختلاف ہے، بعد میں علمائے ملت اسلامیہ کے نظریاتی اختلاف کی مثالیں اور اعلیٰ ظرفی کے ثبوت تاریخ کا حصہ ہیں، کیونکہ اختلاف اتحاد امت کے خلاف نہیں، حضرت مفتی محمد شفیع صاحب مفتی اعظم پاکستان فرماتے ہیں:

> ''سب سے پہلے میں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ نظری مسائل میں اختلاف آراء نہ مضر ہے نہ اس کے مٹانے کی ضرورت ہے نہ مٹایا جا سکتا ہے، اختلاف رائے نہ وحدت اسلامی کے منافی ہے نہ کسی کے لئے مضر اختلاف رائے ایک فطری وطبعی امر ہے جس سے نہ کبھی انسانوں کا کوئی گروہ خالی رہا نہ رہ سکتا ہے۔ اگر حالات و معاملات کا صحیح جائزہ لیا جائے تو اختلاف رائے اگر حدود کے اندر ہے تو کبھی کسی قوم و جماعت کے لئے مضر نہیں ہوتا، بلکہ بہت سے مفید نتائج پیدا کرتا ہے، اسلام میں

مشورہ کی تکریم و تاکید فرمانے کا یہی منشاء ہے کہ معاملہ کے متعلق مختلف پہلو اور مختلف آرا سامنے آجائیں تو فیصلہ بصیرت کے ساتھ کیا جا سکے، اگر اختلاف رائے کو مذموم سمجھا جائے تو مشورہ کا فائدہ ہی ختم ہو جائے۔(۱۵)

فریضہ اقامت میں دعوت دین اور اعتدال پسندی دینی و اخلاقی فرائض کا درجہ رکھتے ہیں، سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے دونوں انداز ثابت ہیں، دعوت دین فرض ہے، اعتدال اخلاق کی اعلیٰ ترین کیفیت ہے۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ قرآن مجید، ترجمہ، اصلاحی مولانا امین احسن، فاران فاؤنڈیشن، لاہور، ۲۰۰۳ء، ص ۱۹۲،

۲۔ قرآن مجید، ترجمہ، اصلاحی مولانا امین احسن، فاران فاؤنڈیشن، لاہور، ۲۰۰۳ء، ص ۱۰۵

۳۔ قرآن مجید، ترجمہ، اصلاحی مولانا امین احسن، فاران فاؤنڈیشن، لاہور، ۲۰۰۳ء، ص ۱۰۵

۴۔ قرآن مجید، ترجمہ، اصلاحی مولانا امین احسن، فاران فاؤنڈیشن، لاہور، ۲۰۰۳ء، ص ۹۷۸

۵۔ قرآن مجید، ترجمہ، اصلاحی مولانا امین احسن، فاران فاؤنڈیشن، لاہور، ۲۰۰۳ء، ص ۱۹۵

۶۔ قرآن مجید، ترجمہ، اصلاحی مولانا امین احسن، فاران فاؤنڈیشن، لاہور، ۲۰۰۳ء، ص ۹۶۳

۷۔ قرآن مجید، ترجمہ، اصلاحی مولانا امین احسن، فاران فاؤنڈیشن، لاہور، ۲۰۰۳ء،

ص ۶۴۷

۸۔ قرآن مجید، ترجمہ، اصلاحی مولانا امین احسن، فاران فاؤنڈیشن، لاہور، ۲۰۰۳ء، ص ۱۶۸

۹۔ صحیح مسلم، ترجمہ: وحید الزماں، علامہ، نعمانی کتب خانہ اردو بازار لاہور، ۲۰۰۹ء، ص ۸۶

۱۰۔ صحیح مسلم، ترجمہ: وحید الزماں، علامہ، نعمانی کتب خانہ اردو بازار لاہور، ۲۰۰۹ء، ص ۹۱

۱۱۔ بخاری، بخاری، محمد بن اسماعیل، تحریر: علامہ حسین بن مبارک پوری، دارالاشاعت کراچی، ۱۹۸۱ء، ص ۸۰

۱۲۔ امام ولی الدین محمد بن عبداللہ، مشکوۃ شریف، ترجمہ: مولانا عبدالعلیم علوی، مکتبہ رحمانیہ لاہور، ۱۹۹۵ء، ص ۵۰

۱۳۔ وحید الزماں، علامہ، صحیح مسلم، ترجمہ، نعمانی کتب خانہ اردو بازار لاہور، ۱۹۸۱ء، ص ۷۸

۱۴۔ وحید الزماں، علامہ، سنن ابوداؤد، ترجمہ، نعمانی کتب خانہ اردو بازار لاہور، ۱۹۸۷ء، ص ۲۲۵

۱۵۔ محمد فاروق، مولانا، آدابِ الاختلاف، مرتب، جامعہ احسن العلوم کراچی، ۱۴۲۴ھ، ص ۶۹